مسلک اہل حدیث کا بے باک ترجمان

(مولانا محمد اسحٰق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ)

فاروق الرحمٰن یزدانی جامعہ سلفیہ فیصل آباد

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے کوئی چیز بھی بے کار اور فالتو پیدا نہیں کی اور پھر ہر چیز اپنی مفوضہ ذمہ داری کو مکمل اطاعت و فرمانبرداری کے ساتھ پورا کر رہی ہے اسی طرح انسانوں میں سے بھی بعض کو اللہ تعالیٰ کی خاص مقصد کے لیے پیدا فرماتے ہیں اور وہ انسان اللہ تعالیٰ کسی مدد کے ساتھ اس مقصد کو کما حقہ حاصل کرنے میں کامیاب رہتے ہیں انہی معدودے شخصیات میں سے ہمارے ممدوح محسن اہل حدیث مولانا محمد اسحٰق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں جن کی زندگی کے شب و روز کو دیکھ کر سمجھ آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں برصغیر میں اہل حدیث کی خدمات کو مرتب اور محفوظ کرنے کے لیے ہی پیدا کیا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور اس کے فضل و کرم سے شخص واحد نے وہ کام کیا جو بڑے وسائل رکھنے اور نظم کا دعویٰ کرنے والی جماعتیں اور تنظیمیں اس کا عشر عشیر بھی نہ کر سکیں بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ وہ اس فریضے کی ادائیگی کی داغ بیل بھی نہ ڈال سکیں تو کوئی مبالغہ نہ ہوگا یہ قدرت کا نظام ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ کسی کام کے لیے چُن لیتا ہے تو پھر اس کے لیے منزل کے راستے آسان کر دیتا ہے اور توفیق دیتا ہے کہ وہ نامساعد حالات میں بھی فقط رب قدیر کی توفیق سے وہ کام کر گزرتا ہے۔ ہر انسان فطری طور پر کسی نہ کسی سے خصوصی طور پر محبت کے جذبات رکھتا ہے راقم السطور کو بھی اللہ کریم نے بدو شعور سے ہی ''اہل حدیث'' سے محبت ودیعت فرمادی۔ کوئی بھی شخص اہل حدیث کے مسلک' عقیدے' منہج یا خدمات و تاریخ کو تقریر کرے یا تحریر کرے وہ شخص انتہائی پسندیدہ ہو جاتا ہے۔ اس کا ایک سبب شاید یہ بھی ہے کہ راقم نے جب دینی تعلیم حاصل کرنا شروع کی تو خوش قسمتی سے استاذی المکرّم حافظ عبدالرزاق سعیدی رحمۃ اللہ علیہ فاروق آبادی کی سرپرستی حاصل ہوگئی۔ حضرت حافظ صاحب کو بھی مسلک اہل حدیث اور علماء اہل حدیث سے ایک

خاص انس تھا اور علماء اہل حدیث کا تذکرہ بڑے عقیدت و احترام اور جذباتی انداز میں فرمایا کرتے تھے مجھے ان کی مجلس میں بیٹھ کر اکابرین کا تذکرہ سننے کا اکثر موقعہ ملتا رہتا تھا جب کچھ شعور حاصل ہوا اور حضرت حافظ صاحب کی سرپرستی اور امارت میں مسلک اور جماعت کی خدمت کرنے کا موقعہ اللہ تعالیٰ نے نصیب فرمایا تو استاذی المکرّم کی خدمت میں بارہا عرض کیا کہ آپ برصغیر میں عموماً اور تحریک آزادی پاکستان میں خصوصاً اہل حدیث کی خدمات سے ناصرف واقف ہیں بلکہ عینی شاہد بھی ہیں لہٰذا آپ اس امانت کو قوم کے سپرد کرنے کے لئے اس کو تحریری شکل دے دیں۔ آپ ہر بار حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے اس فریضے سے سبکدوش ہونے کی نوید سناتے لیکن ان کی مصروفیات کی کثرت نے ہم سب کو ان کے مشاہدات کے علم سے محروم ہی رکھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون جب بھٹی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا علماء اہل حدیث کی خدمات کا تذکرہ منظر عام پر آیا تو خصوصی طور پر انہوں نے مجھے فرمایا کہ تیری خواہش کو اللہ تعالیٰ نے مولانا اسحٰق بھٹی صاحب کے ذریعے پورا کر دیا ہے۔ اور وہ جس انداز سے کام کر رہے ہیں یہ انہی کا حصہ ہے۔ اور سچی اور حقیقی بات یہ ہے کہ ایسے تمام افراد اور شخصیات جن کی مسلک اور جماعت کے لیے خدمات کی وجہ سے وہ میری محبتوں کا محور تھے۔ ان میں حضرت بھٹی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سر فہرست ہی رہے۔

بھٹی صاحب سے شناسائی

23 مارچ 1987ء کو جب جماعت اہل حدیث حادثے سے دوچار ہوئی تو اس غم اور دکھ کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا اور ہر چھوٹا اور بڑا جس قدر غمزدہ اور پریشان ہوا اس غم اور پریشانی کو جانچنے کے لیے کوئی آلہ بھی ایجاد نہیں ہوا یہ بات صرف وہی حضرات سمجھ سکتے ہیں جنہوں نے وہ دن دیکھے ہیں اور خود ان حالات سے گزرے ہیں کہ کس طرح اہل حدیث کا ہر چھوٹا بڑا فرد اس پر سراپا احتجاج تھا اور جذبات اس قدر تھے کہ وہ اپنی جانیں اور بچے تک قربان کرنے کے لیے تیار تھے۔ راقم بھی صغرسنی کے باوجود ہر ایسے پروگرام میں اہتمام کے ساتھ شریک ہوتا جس پروگرام کا مقصد یا مطالبہ شہدائے اہل حدیث کے قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچانا یا کم از کم ان کے خلاف نفرت کا اظہار کرنا ہوتا تھا۔ اس سلسلہ میں جماعت کی قیادت کے فیصلے کے مطابق ہر جمعرات کو مسجد شہداء لاہور میں احتجاجی جلسہ ہوتا اور جلوس نکلتا تھا۔

راقم بھی گوجرانوالہ سے لاہور آ کر اس پروگرام میں شریک ہوتا۔ شام کو اپنے ننھیال منڈی مرید کے چلا جاتا جس کے لیے عمومی طور پر لاہور ریلوے اسٹیشن کے سامنے نوری مسجد سے بس پر سوار ہوتا۔ نوری مسجد کے ساتھ ایک بہت بڑا بک سٹال ہوتا تھا جس پر نئے و پرانے رسائل و جرائد۔ اخبارات اور ڈائجسٹ بڑی تعداد میں موجود ہوتے تھے۔ فروری 1987ء میں قومی ڈائجسٹ لاہور نے شہید اسلام علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ کا ایک طویل ترین انٹرویو شائع کیا تھا جس میں علامہ صاحب کی ذاتی زندگی' مذہبی و سیاسی خدمات اور ان کی تحریری کاوش کا تذکرہ بڑی تفصیل سے کیا گیا تھا اور میں نے وہ ڈائجسٹ چینیانوالی مسجد لاہور سے جمعۃ المبارک کے خطبہ کے موقعہ پر 10 روپے میں خرید کیا تھا چینیانوالی مسجد میں وہ جمعہ شیر ربانی مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھایا تھا جمعہ سے فارغ ہو کر جب باہر نکلے تو مسجد کے دروازے پر ایک بڑے سے ٹوکرے میں ڈال کر وہ ڈائجسٹ رعائتی قیمت پر فروخت کیے جا رہے تھے۔ اس کے معاً بعد مارچ میں حادثہ ہو گیا تو فطری طور پر قومی ڈائجسٹ میں مزید اہل حدیث علماء کے حالات تلاش کرنے کی جستجو ہوئی۔ اسی دوران نوری مسجد ریلوے اسٹیشن لاہور پر سٹال پر تلاش کرتے ہوئے مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ کے متعلق ایک مضمون ملا جو محمد اسحٰق بھٹی نے تحریر کیا تھا۔ محمد اسحٰق بھٹی کو تو میں نہیں جانتا تھا البتہ مولانا غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت سے واقف تھا لہٰذا وہ ڈائجسٹ خرید لیا اس مضمون کا اسلوب کچھ ایسا تھا کہ مکمل کیے بغیر چین ہی نہیں آیا تھا بلکہ اس کے مندرجات کی وجہ سے یکے بعد دیگرے کئی بار اس مضمون کو پڑھا۔ اس مضمون کی وجہ سے اب میں قومی ڈائجسٹ میں ''محمد اسحٰق بھٹی'' کے مضامین تلاش کرتا جس مضمون کے ساتھ ''محمد اسحٰق بھٹی'' کا نام ہوتا وہ ڈائجسٹ خرید لیتا اس ضمن میں شاہ محمد جعفر پھلواروی' مولانا مودودی اور خواجہ عبدالحکیم وغیرہ پر مضمون پڑھے تو مجھے شبہ ہوا کہ یہ ''محمد اسحٰق بھٹی'' کوئی اہل حدیث ہے جو قومی ڈائجسٹ میں شخصیات پر لکھتا ہے۔ چنانچہ اس دوران مجھے گیانی ذیل سنگھ سابق صدر انڈیا کے متعلق مضمون ''کچے گھر سے قصر صدارت تک'' پڑھنے کا موقعہ ملا تو مجھے یقین ہو گیا کہ محمد اسحٰق بھٹی صاحب اہل حدیث ہیں کیونکہ اس مضمون میں بعض مقامات پر اس انداز سے اہل حدیث کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ جہاں بظاہر کوئی وجہ نہیں بنتی

اور نہ کوئی صورت نظر آتی ہے لیکن بھٹی صاحب کی مسلک اہل حدیث پر پختگی اور جماعت اہل حدیث سے محبت تھی کہ اس انداز میں اہل حدیث کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ معلوم ہوتا ہے شاید یہی ایک جملہ پورے مضمون کا ماحاصل ہے۔ (طوالت کا خوف نہ ہوتا تو یقیناً چند ایسے جملے ذکر کرتا لیکن یہ میرا مقصود نہیں) اس بات کا تذکرہ میں نے اپنے عزیز دوست اور کلاس فیلو مولانا ذوالفقار علی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ (شیخ الحدیث ابو ہریرہ شریعہ کالج لاہور) سے کیا تو انہوں نے تعارف کروایا کہ یہ مولانا محمد اسحٰق بھٹی صاحب وہ ہیں جوہفت روزہ الاعتصام کے ایڈیٹر رہے ہیں اور مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے آفس سیکرٹری بھی۔ اس طرح میں مولانا محمد اسحٰق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ کے نام وکام سے شناسا ہوا۔

مولانا محمد اسحق بھٹی سے پہلی ملاقات

گردش لیل و نہار جاری تھے تا آنکہ 2002ء کا سورج طلوع ہوا تو آٹھ جنوری 2002ء کو جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں راقم نے دوسری کلاس (ثانیہ ثانوی) کو پڑھانا شروع کر دیا اس کے ساتھ ہی کچھ پیریڈ پہلی کلاس (اولی ثانوی) میں تھے لیکن ابھی تک اولی ثانوی کی کلاس کی پڑھائی شروع نہیں ہوئی تھی تو راقم نے وقت گذاری کے لئے لائبریری سے مولانا محمد اسحٰق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ کی تمام دستیاب کتب حاصل کیں اور تقریباً اڑھائی دن میں انہیں مکمل پڑھ لیا اب جوں جوں بھٹی صاحب کی کتب کا مطالعہ کرتا جاتا توں توں حضرت بھٹی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت ومحبت کے نقوش دل پر گہرے ہوتے جاتے اور ڈھیروں دعائیں بھٹی صاحب کی صحت وسلامتی کے لیے دل کے نہاں خانے سے نکلتیں۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ کی زیارت اور ملاقات کا شوق زیادہ ہوتا جاتا۔ چنانچہ فروری 2002ء کے ابتدائی ایام تھے کہ راقم آثم نے مولانا محمد رمضان یوسف سلفی صاحب سے بھٹی صاحب کا فون نمبر لیا۔ اور لاہور کے لیے روانہ ہو گیا۔ لاہور بھاٹی دروازہ پہنچ کر حضرت بھٹی صاحب کو فون کیا۔ سلام دعا کے بعد اپنا تعارف کروایا اور ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا تو بھٹی صاحب فرمانے لگے بلکہ بار بار پوچھنے لگے کہ آپ کو کام کیا ہے؟ عرض کیا صرف زیارت کرنا چاہتا ہوں (یہ بات مجھے ملاقات کے بعد سمجھ آئی کہ بھٹی صاحب بار بار کام کا کیوں پوچھ رہے تھے اس

لیے کہ ان کے پاس اکثر لوگ اپنے مقالہ جات یا دوسری ضروریات کے لیے معلومات لینے کے لیے حاضر ہوتے تھے تو ظاہر ہے اگر پہلے سے آمد کا مقصد معلوم ہو جائے تو آدمی کچھ نہ کچھ ذہن بنا لیتا ہے)

بہر حال بھٹی صاحب نے ایڈریس سمجھایا اور ساتھ ہی کھانے کی دعوت دی کیونکہ یہ مغرب کے بعد کا وقت تھا اور فرمانے لگے کہ آپ سانده بنک سٹاپ اتریں گے تو میرا بھائی سعید بھٹی وہاں کھڑا ہو گا وہ آپ کو گھر لے آئے گا۔ میں نے احتراماً عرض کیا کہ آپ تکلف نہ فرمائیں بس مجھے مکمل ایڈریس سمجھا دیں تو میں ان شاء اللہ پہنچ جاؤں گا لیکن بھٹی صاحب کا اصرار غالب رہا تو واقعی جب میں بنک سٹاپ پر اترا تو محترم سعید بھٹی صاحب خود ہی مجھے آ کر ملے اور نام وغیرہ معلوم کرنے کے بعد اپنے ساتھ گھر لے گئے۔ اس سارے معاملے کے بعد میرا یہ خدشہ تو دور ہو چکا تھا کہ اتنی بڑی شخصیت نہ جانے مجھے ملنا پسند بھی کریں گے یا نہیں؟ لیکن اب میں اپنے ذہن میں ان کی شخصیت کے تانے بانے بنتا چلا جا رہا تھا کہ ایک تنگ سی گلی میں گھر کا دروازہ کھولے ایک ہشاش بشاش بلکہ خوش باش بزرگ اپنے ایک اجنبی مہمان کے انتظار میں تھے۔ جونہی آمنا سامنا ہوا تو اس قدر شفقت و محبت اور تپاک سے ملے کہ سفر کی ساری تھکاوٹ دور ہو گئی علیک سلیک کے بعد جامعہ کے اساتذہ اور تعلیمی سال کے آغاز کے بارے چند ایک سوال کیے اور پھر جامعہ میں میری تقرری اور اسباق کے متعلق معلومات لیں۔ اور یہ ساری گفتگو ایک دوستانہ ماحول میں ہوئی جس میں آپ ساتھ ساتھ تبصرہ بھی کیے جا رہے تھے اور دعائیں بھی دیے جا رہے تھے۔ بھٹی صاحب کی کتب میں کئی ایک مقام ایسے بھی ہیں جہاں انہوں نے کسی واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ کہہ کر چھوڑ دیا ہے کہ یہ سنایا تو جا سکتا ہے لکھا نہیں جا سکتا (اور یہ ایک حقیقت ہے کہ بھٹی صاحب کی اکثر گفتگو ناگفتنی ہی ہوتی تھی۔ آج بعض دوستوں کی خدمت میں یہ عرض کرنے کی جسارت کرنے کو جی چاہتا ہے جو بڑے فخر سے ایسی باتوں کو بھی صفحہ قرطاس پہ رقم کیے جاتے ہیں جو بھٹی صاحب نے اپنی زندگی میں تحریر کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ میری ان حضرات سے بڑے ادب و احترام سے گذارش ہے کہ اگر ایسی باتیں عام کرنا ضروری ہوتیں تو بھٹی صاحب ضرور انہیں صفحات کی زینت بناتے اس لیے جو انہوں نے سن لیا ہے اس پر اکتفا

کرتے ہوئے تحریر کرنے سے گریز کریں۔ نیز اگر کسی صاحب نے ان کا کسی شخصیت پر تبصرہ ریکارڈ کیا ہوا ہے تو اس کو تلف کر دینا چاہئے کہ مجلس میں ہونے والی ہر بات کو لکھنا یا اس کا ریکارڈ رکھنا ضروری نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین)

میں نے بھی ایسے چند متعلق مقامات کی وضاحت کے لیے جب عرض کیا تو بڑے ہی خوبصورت انداز میں ان کی وضاحت فرمادی۔

اس کے بعد کھانا آ گیا تو اتفاق سے اس دن بھٹی صاحب کے ہاں قیمہ مٹر کا سالن پکا ہوا تھا سالن دیکھ کر مجھے ہنسی آ گئی بھٹی صاحب کے استفسار پر راقم نے عرض کیا کہ آپ نے قاضی حبیب الرحمٰن صاحب کے مضمون میں قیمے مٹر کے سالن کا ذکر کیا ہے تو مجھے وہ تمام بات یاد آ گئی ہے جس کی وجہ سے میری ہنسی نکل گئی ہے۔ تو حضرت بھٹی صاحب بھی کھل کھلا کر ہنس پڑے اور بلند آواز سے اپنے بھائی سعید بھٹی کو جو گھر کے اندر پانی وغیرہ لینے گئے تھے کو آواز دی ''او سعید ادھر آ یزدانی صاحب نے تو ہماری ساری کتب حفظ کی ہوئی ہیں'' مغرب کے بعد شروع ہونے والی یہ مجلس سردیوں کی رات میں تقریباً بارہ بجے تک جاری رہی اور حقیقت تو یہ ہے کہ وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں ہو رہا تھا کیونکہ بزرگوں کے کارنامے اور ان کی مسلک و جماعت کے لیے خدمات کے تذکرے تو گویا مجھے اپنی خوراک مل رہی تھی۔ پھر حضرت بھٹی صاحب سے اجازت لے کر اور دوبارہ جلدی آنے کا وعدہ دے کر واپس روانہ ہوا۔ اس کے بعد تو بس ہفتہ عشرہ ہی گزرتا تھا کہ دوبارہ پھر بھٹی صاحب کی مجلس کی شیرینی بھٹی صاحب کے قدموں میں جا بیٹھنے پہ مجبور کر دیتی۔

بھٹی صاحب کا حافظہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت بھٹی صاحب کو بے مثال حافظہ عطا فرمایا تھا جو بات سن لیتے یا جس چیز کا مشاہدہ کر لیتے تو پھر اس کی جزئیات تک کے ساتھ اس کو یاد رکھتے۔ جس شخص سے ایک دفعہ ملاقات ہو جاتی اس کے نام اور ایڈریس کے ساتھ اس کا حلیہ تک یاد رکھتے۔ میرے ایک عزیز دوست تھے ڈاکٹر قمر احسان ان کی ماشاء اللہ کئی کتب بھی شائع ہو چکی ہیں۔ کئی بڑی ادبی شخصیات سے ان کو تعلق تھا۔ جب انہوں نے بھٹی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو پڑھا تو ملنے کی خواہش کی تو ایک دفعہ میں ان کو ساتھ لے کر بھٹی صاحب سے ملاقات کے لیے گیا

ان کی تصنیفی خدمات کا سن کر خوشی کا اظہار فرمایا۔ ڈاکٹر صاحب کی ایک کتاب ہے ''میرے قائد نے فرمایا'' جس میں شہید اسلام علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ کے چیدہ چیدہ اقوال ذکر کیے گئے ہیں اس پر بھٹی صاحب نے تقریظ بھی تحریر فرمائی۔ ڈاکٹر صاحب اس ملاقات سے تھوڑی مدت بعد ہی جرمن چلے گئے تو ایک ملاقات میں بھٹی صاحب فرمانے لگے کہ آپ کے وہ دوست ڈاکٹر اب کبھی نہیں آئے۔ بس ایک ہی دفعہ ملاقات ہوئی ہے ان کا نام قمر احسان تھا اور آپ کے گاؤں کے قریب ہی ان کی رہائش تھی شاہ کوٹ میں وہ کلینک کرتے تھے ان کی کئی کتب بھی شائع ہوئی ہیں ایک کتاب پر میں نے بھی کچھ لکھا تھا یعنی ایک ہی سانس میں ڈاکٹر صاحب کے متعلق تمام معلومات بیان کر دیں جو تقریبا چار پانچ سال پہلے ملاقات میں انہیں حاصل ہوئی تھیں۔

اس طرح کے بے شمار واقعات ہیں جو ان کے قوت حافظہ پر دلالت کرتے ہیں اور اس سے ان کی کتب بھری پڑی ہیں بطور مثال صرف ایک واقعہ کی طرف اشارہ کرتا ہوں جو مولانا بھٹی صاحب نے اپنی کتاب ''گذر گئی گذران'' صفحہ نمبر 152 سے صفحہ نمبر 156 تک چار صفحات میں بیان فرمایا ہے۔ جب آپ اپنے جگری دوست مولانا معین الدین لکھوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کسی سکھ عورت کے جن نکالنے گئے تھے جب اس واقعہ کو 68 سال بعد بیان کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ شاید واقعہ ابھی رونما ہوا ہے اور بھٹی صاحب اپنے ساتھ بیتے اس واقعہ کو دیکھ دیکھ کر بیان کر رہے ہیں۔

بھٹی صاحب کی مسلکی حمیت بھٹی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا لیکن مجھے ان کی جس خوبی نے سب سے زیادہ متاثر کیا اور ان کی ذات کا گرویدہ بنا دیا وہ تھی ان کی مسلک اہل حدیث سے **کمٹمنٹ**۔ کہ اپنے مسلک پر کبھی بھی مداہنت کا شکار نہیں ہوئے بلکہ ہر مجلس میں اور ہر قسم کے حالات میں انہوں نے فقط اہل حدیث ہونے کا ثبوت ہی فراہم فرمایا۔

جب بھٹی صاحب بحیثیت ایک تنظیم جمعیت اہل حدیث کے ساتھ منسلک نہیں تھے بلکہ ایک ایسی تنظیم کے نا صرف رکن تھے بلکہ اس کے جنرل سیکرٹری بھی تھے اور اس تنظیم میں مسلمان،

سکھ، ہندو وغیرہ بھی شامل تھے تو اس وقت بھی انہوں نے اپنے عقیدے و عمل پر آنچ نہیں آنے دی۔ تحریک آزادی میں بھٹی صاحب گرفتار ہو کر ریاست فرید کوٹ کی جیل میں قید رہے تھے جب ان کی جیل سے رہائی ہوئی تو ان کا ایک گروپ فوٹو لیا گیا تو اس موقعہ پر چیتن دیو کی بہن سچتیا دیوی نے سب کے ماتھے پر تلک لگانا شروع کر دیا جو کہ ہندو مذہب کی علامت اور نشانی ہے لیکن جب بھٹی صاحب کی باری آئی تو انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ''میرا مذہب اس کی اجازت نہیں دیتا'' نقوش عظمت رفتہ ص 557) یہ تھی ان کی مذہبی و مسلکی حمیت و غیرت اور اپنے عقیدے پر پختگی کہ اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ ہماری تحریک یا تنظیم کو نقصان پہنچے گا یا یہ دوست اور تحریک کے ساتھی ناراض ہو جائیں گے یا مجھے شدت پسند سمجھا جائے گا۔ نہیں ہرگز نہیں بلکہ علی الاعلان اپنے عقیدے و مذہب کو بیان کر کے والذين امنوا اشد حبا لله کا ثبوت فراہم کر دیا۔ رحمه الله تعالیٰ

آج ہم کئی لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ جس قسم کی مجلس یا محفل میں شریک ہوتے ہیں ان جیسا لباس اور وضع قطع اختیار کرنے کی کوشش کرتے ہیں حتی کہ عیسائیوں کے گرجوں میں جا کر کرسمس کے کیک کاٹنے اور کھانے میں بھی کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ ایسے تمام لوگوں کو ہدایت نصیب فرمائے۔ جو دنیاوی مفادات یا مال و متاع کی خاطر اپنے عقیدے و عمل کی بھی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔

(2) بھٹی صاحب کی مسلک اہلحدیث پر اثبات اور علماء اہل حدیث سے محبت کی یہ بہت بڑی دلیل ہے کہ جب انہوں نے ریڈیو پر تقاریر کا سلسلہ شروع کیا تو انہوں نے یہ شرط عائد کر دی تھی کہ میں صرف اور صرف اہل حدیث علماء کا تعارف ہی پیش کرونگا اس طرح انہوں نے ریڈیو پاکستان سے ''زندہ تابندہ'' کے نام سے 45 علماء اہل حدیث کا تعارف پیش کیا اور ان کی خدمات کو اجاگر کیا۔ انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ کہیں میرا پروگرام ہی کینسل نہ کر دیا جائے اور میں مالی فوائد سے محروم کر دیا جاؤں بلکہ اسی سلسلہ میں وہ خود بیان کرتے ہیں ''میں نے اپنی تحریروں اور ریڈیائی اور ٹیلی ویژنی پروگراموں میں ہمیشہ اپنے مسلک کو ملحوظ خاطر رکھا۔ اور اس کی خدمت کی۔ بحمد اللہ ایک لمحے کے لیے بھی اسی میں لچک نہیں آنے دی۔'' (گذر گئی گزران ص 263) مزید فرماتے ہیں

میں نے کبھی کسی اہل حدیث عالم پر تنقید نہیں کی...... ہاں یہ ضرور ہے کہ اگر کسی غیر اہل حدیث نے میرے مسلک، میری جماعت یا میری جماعت کے کسی عالم کو ہدف تنقید ٹھہرایا یا کسی اسلوب میں نشانہ طنز بنایا تو میں نے اسے ہرگز معاف نہیں کیا۔ ایسے موقعہ پر خاموش رہنا میری ذہنی افتاد اور میرے قلم کی فطرت کے خلاف ہے۔ (گزر گئی گذران ص 264)

حتی کہ جب انہوں نے ہفت روزہ الاعتصام کی ادارت سے استعفیٰ دیا تو ان الفاظ سے وعدہ کیا کہ ''میں الاعتصام کی ادارت سے مستعفی ہوتا ہوں مگر آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میرا قلم مسلک اہل حدیث کی خدمت کے لیے ہمیشہ متحرک رہے گا'' یہ عہد انہوں نے 30 مئی 1965ء کو کیا تھا اور واقعی اس وعدہ کو وفا کر کے ان شاء اللہ العزیز وہ عنداللہ سرخرو ہو گئے کہ تادم واپس 22 دسمبر 2015ء تک ان کے قلم نے جو مسلک اہل حدیث اور علماء اہلحدیث کی خدمت کی وہ انہی کا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کا بہتر بدلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

یہی وجہ تھی کہ غیر اہل حدیث بھی ان کی خدمات اہل حدیث کا کھلے بندوں اعتراف کرنے پر مجبور ہوتے تھے۔ یہ واقعہ بھٹی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سنایا اور اپنی کسی کتاب میں بھی لکھا ہے۔ لیکن یہاں برادر مکرم مولانا محمد رمضان یوسف سلفی حفظہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ میں نقل کیا جاتا ہے۔ ''بھٹی صاحب'' کے ایک قریبی دوست جو کہ محکمہ اطلاعات کے ڈائریکٹر جنرل تھے۔ ایک بار بھٹی صاحب سے ملاقات کے لیے ان کے دفتر آئے۔ علیک سلیک کے بعد کہنے لگے ''میں بہت سے اخبارات ورسائل پڑھتا ہوں لیکن آپ جیسا اہل حدیث کا مبلغ میں نے کوئی نہیں دیکھا۔ آپ غیر مسلموں پر مضمون لکھیں تو اس میں بھی اہل حدیث کا ذکر ضرور لے آتے ہیں؟'' (مولانا محمد اسحٰق بھٹی حیات وخدمات ص 94)

بھٹی صاحب کا انداز تربیت تربیت کے انداز مختلف ہوتے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ غلط کے مقابلے میں صحیح کا اہتمام کیا جائے یہ نہیں کہ ہر بات پہ ڈانٹ ڈپٹ کو ہی ہر خرابی کا حل سمجھ لیا جائے اور جو شخص جتنا بڑا ہوتا ہے اس کا حوصلہ بھی اتنا ہی زیادہ ہونا چاہیے۔ خود امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سیدنا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیان کرتے ہیں کہ میں دس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں رہا ان دس سالوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی مجھے نہیں ڈانٹا تھا۔ سبحان اللہ۔ اس میں ان حضرات کے لیے بہت بڑی نصیحت موجود ہے جو کسی بھی حیثیت سے کسی دوسرے پر فوقیت رکھتے ہیں۔ لیکن اپنی چودھراہٹ کے زعم میں اپنے ماتحتوں کو انسان بھی نہیں سمجھتے۔ مولانا محمد اسحٰق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ سے پہلی ملاقات کا احوال ذکر کر چکا ہوں اس موقعہ پر میں نے اپنی تازہ تصنیف ''خُرافات حنفیت'' حضرت بھٹی صاحب کی خدمات میں پیش کی تو میں نے اس کا تلفظ کیا ''خرافات حنفیت'' خا کے فتحہ کے ساتھ ۔ تو بھٹی صاحب نے دو تین مرتبہ مختلف انداز سے اس کو صحیح تلفظ کے ساتھ ادا کیا۔

''خُرافات حنفیت'' خا کے ضمہ کے ساتھ۔ تو مجھے سمجھ آ گئی کہ بھٹی صاحب میری اصلاح فرما رہے ہیں۔ اس لیے ہر کسی کو دوسرے کی عموما اور شاگردوں کو استاد اور چھوٹوں کو بڑے کی بات خصوصی طور پر دھیان سے سنی چاہئے اور ان کے الفاظ و انداز کو بخوبی سمجھنا چاہئے۔

خوش مزاجی

بھٹی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ بہت مشکل حالات سے گزرے لیکن ان کی خوش طبعی میں کوئی فرق نہیں آیا۔ تکلیف کی حالت میں بھی آپ مزاح کی کوئی نہ کوئی صورت نکال لیتے اور سننے والا قطعا یہ محسوس نہیں کر سکتا تھا کہ آپ کو اس وقت کوئی تکلیف یا پریشانی ہے۔ اور اپنے دوستوں کے ساتھ تو آپ بہت ہی بے تکلف ہو جاتے تھے۔ ایک مرتبہ 11 جنوری 2009ء کو ہمدرد ہال لاہور میں حضرت بھٹی صاحب کے اعزاز میں ایک تقریب کا اہتمام کیا گیا جس میں دوسرے مقررین کے ساتھ مولانا مجاہد الحسینی آف فیصل آباد جو کہ دیوبندی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے ہیں اور بھٹی صاحب کے پرانے دوستوں میں سے تھے بھی شامل تھے انہوں نے اپنی تقریر میں حضرت بھٹی صاحب سے چھیڑ خانی کی تو بھٹی صاحب اپنی تقریر میں یوں جواب دیتے ہیں ''یہ مجاہد الحسینی صاحب بھی موجود ہیں میرے دوستوں میں سے ہیں ویسے میں جس مجاہد الحسینی کو جانتا ہوں وہ اس مجاہد الحسینی سے مختلف تھے۔ جو آپ کے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ فرمانے لگے جس مجاہد حسینی کو میں جانتا ہوں وہ رفع یدین بھی نہیں کرتے تھے اور جہراً آمین بھی

نہیں کہتے تھے مگر ان کو آپ نے دیکھا کہ یہ ہر دعا کے ساتھ آمین، آمین بھی کہہ رہے تھے اور تقریر کرتے وقت رفع یدین بھی کر رہے تھے۔ بھٹی صاحب نے یہ خوش طبعی اس انداز سے کی کہ پورا ہال قہقہوں سے گونجنے لگا۔

(2) اسی طرح ایک مرتبہ جامعہ سلفیہ فیصل آباد کے میٹنگ ہال میں علماء کرام کے ایک اجلاس میں خطاب فرما رہے تھے کہ قاضی ابو یوسف کا تذکرہ آ گیا جو کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ ان دنوں پاکستان کی سپریم کورٹ کے چیف جسٹس عبدالحمید ڈوگر تھے اور ملک کی بھاگ ڈور پاکستان کی تاریخ کے ایک طالع آزما پرویز مشرف کے ہاتھ میں تھی۔

اس دوران عبدالحمید ڈوگر نے بحیثیت چیف جسٹس کچھ ایسے اقدامات اٹھائے اور فیصلے صادر کیے کہ جو دستور و قانون کی روح کے مطابق ہونا تو درکنار اخلاقیات کے تقاضوں کو بھی پورا نہیں کرتے تھے بلکہ واضح طور پر وہ حکمرانوں کے سامنے فدویانہ حالت کی چغلی کھا رہے تھے اس وقت بھٹی صاحب قاضی ابو یوسف کا تعارف کروا رہے تھے تو اچانک رک کر کہنے لگے بس یوں سمجھیں کہ وہ آج کے عبدالحمید ڈوگر تھے۔ بھٹی صاحب کا یہ تبصرہ کرنا تھا کہ پورا ہال کشت زعفران بن گیا اور ہال سے آواز آئی ''اب کسی اور تعارف کی ضرورت نہیں'' قارئین کرام! یہ تبصرہ اس قدر جامع مانع اور برمحل تھا کہ اس کی چاشنی ہر وہ شخص محسوس کر سکتا ہے جو قاضی صاحب کے اجتہادات اور فتاویٰ سے معمولی سا بھی درک رکھتا ہے۔

(3) 2005ء میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور فضیلۃ الشیخ مفتی عبدالحنان زاہد حفظہ اللہ تعالیٰ کی شفقت سے عمرہ کے لیے بیت اللہ شریف کی زیارت سے سعادت مند ہوا تو واپسی پر حضرت بھٹی صاحب کی ملاقات کے لیے حاضر ہوا اور یہ وقفہ ایک ماہ سے زائد عرصے پر محیط تھا جبکہ اتنا لمبا وقفہ کبھی بھی نہیں ہوا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی مسکراتے ہوئے فرمانے لگے ''تُسی ہے گے او میں سمجھیا یزدانی مر گیا اے'' سلام دعا کے بعد فرمانے لگے خیریت تو تھی اتنا لمبا عرصہ نا آپ آئے نہ ہی کوئی فون پر رابطہ ہوا تو راقم نے عرض کیا کہ میں ''ٹنڈ'' کروانے گیا ہوا تھا۔ بہت خوش ہوئے اور اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے اب دوبارہ اٹھ کر مجھے ملیں۔

(4) 3 مئی 2015ء کو جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں ان کے اعزاز میں ایک تقریب کا اہتمام کیا گیا

جس میں بھٹی صاحب کے خطاب سے پہلے شیخ الحدیث حافظ عبدالعزیز علوی، شیخ التفسیر حافظ مسعود عالم، محقق العصر مولانا ارشاد الحق اثری، پرنسپل جامعہ چودھری محمد یٰسین ظفر اور مولانا محمد یوسف انور صاحب نے اپنے اپنے بیان میں بھٹی صاحب کی جماعتی، مسلکی، تحریری، تصنیفی خدمات کا تذکرہ کیا تو آخر میں بھٹی صاحب نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے دوست میرے بارے میں جو کچھ فرمارہے تھے پہلے تو میں پریشان ہوا کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں لیکن پھر یہ سوچ کر خاموش رہا کہ کتب احادیث میں بھی تو کتاب الفضائل والمناقب موجود ہے لہٰذا اگر یہ میرے فضائل و مناقب بیان کرر ہے ہیں تو شریعت میں اس کی اجازت ہی ہوگی۔ اس طرح ان کے ایک لطیف تبصرے نے سامعین کے چہروں پہ خوشی و مسرت بکھیر دی۔

مهمان نوازی

مہمان نوازی کرنا ایک بہت بڑی خوبی ہے وہ انسان بہت خوش قسمت ہے جس کو اللہ تعالیٰ اس کی توفیق فرمائیں کہ یہ وصف انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا خاصہ ہے۔ آج علماء کرام میں یہ وصف بہت کم پایا جاتا ہے حالانکہ اس کے بہت سارے فوائد ہیں خصوصاً مبلغین حضرات واہل علم کو اس کا اہتمام ضرور کرنا چاہئے تاکہ ان کی دعوت وتبلیغ میں ممد ومعاون ہو۔ استاذی المکرّم حافظ عبدالرزاق سعیدی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہر انسان کا مال کوئی نہ کوئی کھا جاتا ہے وہ شخص خوش نصیب ہے جس کا مال نیک اور صالح لوگ کھائیں۔ حضرت بھٹی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اس وصف اور خوبی سے خوب خوب نوازا تھا گھر میں آنے والے ہر فرد کی موسم اور وقت کے مطابق ضرور مہمان نوازی فرماتے۔ 13 اکتوبر 2009ء کو جماعت کے معروف دانش ور اور عظیم سکالر پروفیسر عبدالجبار شاکر رحمۃ اللہ علیہ وفات پاگئے تو ''ماہنامہ ترجمان الحدیث'' کے مدیر جناب چودھری محمد یٰسین ظفر نے حکم ارشاد فرمایا کہ ''ترجمان الحدیث'' کا آئندہ شمارہ شاکر صاحب کے لیے خاص کر کے خصوصی نمبر شائع کر دیا جائے دوست واحباب سے رابطہ کر کے مضامین کے لیے کہا۔ شمارہ تیار ہوگیا تو دفعتاً خیال آیا کہ مولانا محمد اسحٰق بھٹی کا مضمون تو شامل نہیں جبکہ یہ ضرور ہونا چاہئے۔ مغرب کی نماز کے بعد مولانا بھٹی صاحب سے رابطہ کیا تو فرمانے لگے مضمون تو میں نے لکھا ہے مگر آج ہی ''الاعتصام'' کے دفتر

میں پہنچا دیا ہے۔ عرض کیا اگر صبح مل جائے تو میں شمارے کی پرنٹنگ روک لیتا ہوں یا آپ کے پاس اس کی فوٹو کاپی یا رف بھی ہو تو میں خود حاضر ہو کر وصول کر لیتا ہوں۔ فرمانے لگے تھوڑی دیر تک بتاتا ہوں اگر گھر میں اس کی کوئی کاپی ہوئی تو آپ کو مطلع کر دونگا۔ تقریباً پانچ منٹ بعد فون آیا کہ رف مضمون تو ہے مگر ادھورا ہے۔ عرض کیا آپ اس کو مکمل کریں میں ابھی فیصل آباد سے نکلتا ہوں دو گھنٹے تک لاہور پہنچ جاؤں گا آپ اس وقت تک مکمل کر لیں میں آ رہا ہوں۔ ان شاء اللہ۔ اتفاق ہوا کہ سفر تو میں نے مغرب کے بعد ہی شروع کر دیا۔ اور یہ فیصلہ آناً فاناً ہوا مگر گاڑی نے ایسا لیٹ کیا کہ رات ساڑھے گیارہ بجے حضرت بھٹی صاحب کی خدمت میں پہنچا اگرچہ آپ پہلے سے منتظر تھے مگر سخت متعجب ہوئے کہ نومبر کی یخ بستہ رات میں آپ نے ایک مضمون کی خاطر اتنا سفر کیا اس کے بعد اپنے زمانہ ادارت کے کئی واقعات سنائے کہ پرچہ نکالنا کوئی آسان کام نہیں بلکہ اس کے لیے بڑی مشقت برداشت کرنا پڑتی ہے۔ اتنی دیر میں محترم سعید بھٹی صاحب کو حکم دیا کہ کھانا لاؤ۔ میں نے عرض کیا کہ کھانا تو میں کھا کر آیا ہوں کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ تاخیر ہو جائے گی لیکن بھٹی صاحب فرمانے لگے کہ اگر کھا بھی چکے ہو تب بھی کھاؤ

سردیوں کی اتنی طویل رات اور سفر میں بھوک تو لگ جاتی ہے لہٰذا میرے بار بار انکار کرنے کے باوجود زبردستی مجھے پُر تکلف کھانا کھلا دیا حالانکہ میں کوئی پہلی دفعہ اس گھر سے کھانا نہیں کھا رہا تھا لیکن رات گئے اتنی دیر سے کھانے کا اہتمام حضرت بھٹی صاحب کی مہمان نوازی کے وصف کو نمایاں کر رہا تھا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

(2) ایک دفعہ میں اپنے عزیز دوست اور بھائی جماعت کے معروف خطیب حضرت مولانا سلیم اعظم بلوچ حفظہ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ ملاقات کے لیے حاضر ہوا عصر کی نماز کے بعد کا وقت تھا اب فرمانے لگے کہ کھانا کھاؤ! ہم نے عرض کیا کھانے کا تو کوئی وقت نہیں لیکن انہوں نے اصرار کر کے ہمارے لیے کھانے کا بندوبست کروایا۔ اور فرمانے لگے کہ جو آدمی بھی آپ کے پاس آتا ہے اس کے متعلق یہ نہ سوچیں کہ اب کھانے کا وقت نہیں بلکہ یہ غور کریں یہ گھر سے کب نکلے ہونگے پتہ نہیں انہوں نے کہیں سے کھایا بھی یا نہیں ساتھ ہی خوش طبعی کے طور پر کئی

محاورے سناتے رہے۔اور ہم کھانا کھاتے رہے۔

(3) پرویز مشرف کا دور حکومت تھا گیس کی بہت لوڈشیڈنگ تھی حتی کہ بعض اوقات چوبیس گھنٹے بھی گیس یا تو آتی ہی نہیں تھی یا پھر اتنی معمولی کہ اس پر چائے بھی تیار نہیں ہوسکتی تھی۔ راقم آثم مولانا محمد سلیم اعظم بلوچ شیخوپوری نے ملاقات کا پروگرام بنایا۔ شیخوپورہ سے فون پر رابطہ کر کے اطلاع دی کہ ہم آرہے ہیں۔ اطلاع کے تقریباً دو گھنٹے بعد ہم بھٹی صاحب کے ساتھ سانده میں ان کے گھر موجود تھے۔ بھٹی صاحب نے دیکھتے ہی فرمایا کہ آپ آئے تو ہیں چائے بھی ساتھ ہی لے آتے۔ عرض کیا کہ آپ حکم فرماتے تو ضرور تعمیل کرتے۔ فرمانے لگے جب تم نے فون کیا تھا ہم نے اس وقت ہی چولہے پر چائے پکنے کے لیے رکھ دی لیکن گیس اتنی کم ہے کہ ابھی تک چائے تیار نہیں ہوئی۔ پھر حکمرانوں کے کارناموں پر تبصرہ کر کے اور ساتھ ہی ساتھ کوئی نہ کوئی محاورہ بھی سنا دیتے اس واقعہ سے بھی ان کی مہمان نوازی کا پتہ چلتا ہے کہ وہ قبل از وقت ہی اس کے انتظام کی فکر کرتے ہیں۔

شفقت کی ایک جھلک

قاضی عبدالقدیر خاموش حفظہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک انٹرویو میں بیان کیا ہے کہ شہید اسلام علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ کی عادت تھی کہ ان کا کارکن اگر کام تیس نمبر کا کرتا تو آپ اسے ستر نمبر دے دیتے یعنی ان کی حوصلہ افزائی فرماتے اور اپنے ورکر کو کبھی معمولی خیال نہ کرتے حضرت بھٹی صاحب رحمہ اللہ بھی ہمیشہ حوصلہ افزائی ہی فرماتے ماہنامہ ترجمان الحدیث میں راقم کا کالم ''اج دی خبر'' شائع ہوتا تھا بعد ازاں متکلم اسلام حافظ عبدالرشید اظہر رحمۃ اللہ علیہ کے مشورے سے اس کا نام تبدیل کر کے ''جہان تازہ'' رکھا گیا جب یہ مضمون شائع ہوتا تو بھٹی صاحب کا فون آجاتا اور فوراً اس پر تبصرہ فرماتے قابل اصلاح چیزوں کی درستگی فرماتے کسی مناسب اور اچھے جملے پر تحسین کرنے میں بخل نہ کرتے بعض مواقع پر بہت زیادہ حوصلہ افزائی فرماتے کہ اپنی کم مائگی پہ شرمندگی کا احساس ہوتا۔ یہ 28 نومبر 2012ء کی بات ہے کہ عزیز القدر حافظ عبدالرحمٰن محسن حفظہ اللہ تعالیٰ کی دعوت پر کوٹ عبدالمالک گیا اس ولیمے میں حضرت بھٹی صاحب بھی مدعو تھے جو کہ راقم سے پہلے ہی تشریف فرما تھے۔ جونہی میں وہاں پہنچا تو فرمانے لگے ''آیا ریزدانی میں تہانوں اڈیک رہیا ساں تہاڈے نال اک مشورہ

کرنا سی‘‘یعنی میں آپ کا انتظار کر رہا تھا آپ سے ایک مشورہ کرنا ہے۔عرض کیا حضرت میری کیا حیثیت ۔؟ میں آپ کو کیا مشورہ دے سکتا ہوں لیکن فرمایئے کیا حکم ہے۔فرمانے لگے کہ رات گوجرانوالہ سے کچھ حنفی دیو بندی دوست آئے تھے وہ میرے اعزاز میں کوئی پروگرام کرنا چاہ رہے ہیں کچھ ان کے مہمان انڈیا سے بھی آئے ہوئے ہیں لیکن میں نے انہیں بتایا کہ آج میرا ایک یار آرہاہے اس سے مشورہ کروں گا اگراس نے اجازت دی تو پھر میں شامل ہونگا ورنہ نہیں لہٰذا انہوں نے آج شام کو دوبارہ آنا ہے اب آپ بتائیں کہ مجھے جانا چاہئے ۔یا نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کو ضرور شرکت کرنی چاہئے۔رات کے وقت پھر ان کا فون آگیا اور بتا رہے تھے کہ وہ مہمان آئے ہوئے ہیں اور گوجرانوالہ کے لیے وقت مانگ رہے ہیں تو میں نے آپ کے مشورے کے مطابق ان سے وعدہ کرلیا ہے۔

اس ایک واقعہ سے یہ سمجھنا کوئی مشکل نہیں کہ حضرت بھٹی صاحب اپنے سے چھوٹوں کو کس قدر اہمیت دیتے تھے اوراس سے صرف ان کا مقصد حوصلہ افزائی کرنا ہوتا تھا۔یہی بات میں نے شہید اسلام علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کئی ایک دوستوں سے سنی تھی کہ جب لارنس روڈ لاہور والے مرکز کے لیے جگہ خریدی گئی تو علامہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ عام کارکنوں سے مشورہ کے انداز میں پوچھتے کہ فلاں جگہ ہم مرکز کے لیے جگہ خریدنا چاہ رہے ہیں آپ کا کیا خیال ہے؟ ظاہر ہے اس کارکن کی کیا حیثیت ہے جو ایک گلی محلے میں بھی عام فرد کی زندگی گزارتا ہے نا اس نے چندہ دینا ہے اور نہ ہی کسی اور خدمت میں شامل ہونا ہے۔لیکن علامہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسی شخصیت کے اس انداز سے اس ورکر کے دل میں اپنے قائد اور لیڈر کی محبت کس قدر گہری ہوگی اور وہ کیوں نا اپنے لیڈر پر جان قربان کرنے کے لیے تیار ہوگا۔ہم نے ایسے ایسے نابغے بھی دیکھے ہیں جو اپنے ہاتھوں اپنے اختیار سے اپنی پسند کی بنائی ہوئی ’’مجلس شوریٰ‘‘ کو بھی مشورہ دینے کی اجازت نہیں دیتے کہ ان کے مفادات کے خلاف ہوتا ہے مگر بڑے لوگ بڑے ہی ہوتے ہیں۔رحمہم اللہ تعالیٰ

عظیم انسان

مولانا بھٹی صاحب رحمہ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے جن گونا گوں صفات سے نوازا تھا ان میں ایک وانسانیت کا وصف بڑا نمایاں تھا۔واقعتاً وہ ایک بے لوث اور ہمدرد انسان تھے۔دکھ تکلیف اور مشقت برداشت کر کے بھی دوسروں کی عزت نفس کا نا صرف خیال رکھتے تھے بلکہ اس کی حوصلہ افزائی بھی کرتے

تھے۔ پہلی دفعہ........کو غریب خانے پر میر پور شاہ کوٹ میں تشریف لائے تو جس دوست کو میں نے سٹاپ پر بھٹی صاحب کو لانے کے لیے بھیجا تھا اس سے بھٹی صاحب سواری سے گر گئے۔ بارش ہوئی تھی کیچڑ وغیرہ بھی تھا بھٹی صاحب کے کپڑے خراب ہو گئے ہلکی سی چوٹ بھی لگ گئی لیکن جب گھر پہنچے تو اس کا نام لے کر تعریفیں کر رہے ہیں اور اس کو دعائیں دے رہے ہیں بالکل معلوم ہیں ہونے دیا کہ اس شخص سے مجھے کوئی گزند پہنچی ہے۔ مولانا محمد رمضان یوسف سلفی صاحب نے مجھے بتایا کہ یہ واقعہ پیش آیا ہے تو میں نے معذرت کی لیکن انہوں نے کمال فراخی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس انداز سے اس کا تذکرہ کیا جیسے انجوائے کر رہے ہوں۔

(2) اسی طرح عزیزم حافظ عبدالرحمٰن محسن آف کوٹ عبدالمالک نے مجھے یہ واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ ہم نے مغرب کی نماز کے بعد کوٹ عبدالمالک میں بھٹی صاحب کا پروگرام رکھا تھا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ تمام مقررین اور سامعین کسی دوسری مسجد کے معاملہ میں تھانہ چلے گئے۔ اب پروگرام والے مقام پر کوئی بھی آدمی نہیں تھا سوائے لاؤڈ سپیکر والے کے جبکہ وہ اجنبی تھا۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ میں تقریباً ایک گھنٹے بعد واپس آیا تو بھٹی صاحب بازار میں اکیلے ہی کرسی لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں شرمندگی کا اظہار کرتے ہوئے معذرت کی کوشش کی تو فرمانے لگے کوئی بات نہیں مصروفیت کے موقع پر اس قسم کی صورت حال پیش آ جاتی ہے۔ پھر مغرب کی نماز کے بعد اپنے خطاب حوصلہ افزائی کے ایسے کلمات ارشاد فرمائے کہ مجھے سن کر ندامت ہو رہی تھی۔

عزیز قارئین! مولانا محمد اسحٰق بھٹی رحمہ اللہ علیہ واقعی ایک عظیم اور ہمہ جہت انسان تھے ان کی کس کس خوبی کا تذکرہ کیا جائے ایک ایک وصف یہ کئی کئی واقعات ہیں لیکن انتہائی اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے چند حروف پیش خدمت کیے ہیں۔ آیئے مل کر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی حسنات کو قبول فرما کر ان کے جنۃ الفردوس میں درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

عزیز القدر دوست مولانا محمد رمضان یوسف سلفی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ نے مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات وخدمات پر ایک کتاب مرتب کی تو اس پر کچھ لکھنے کا حکم فرمایا مگر ساتھ ہی بتا دیا کہ گنجائش صرف ایک ہی صفحہ کی ہے راقم نے ان کے حکم کی تعمیل میں اپنے جذبات پیش کیے میرا جی چاہتا ہے کہ میں بغیر کسی تبدیلی کے ان الفاظ کو دوبارہ حضرت بھٹی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے یہاں نقل کر دوں۔ آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔